بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہم انصاری نے یہ ناول(اگراور جیتے رہتے ازماہم انصاری)صرف اور صرف نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاہے۔اس ناول(اگراور جیتے رہتے ازماہم انصاری)کے تمام جملہ وحقوق بمعہ مصنفہ کے نام صرف اور صرف نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کے نام محفوظ کیے جاتے ہیں۔ لہذا کسی بھی ادارے،ڈائجسٹ،سوشل میڈیا،ویب سائٹ یا کوئی بھی فرد بمعہ مصنف کواس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں شائع کرنے کی سخت ممانعت ہے۔عمل درآمد نہ کرنے کی صورت میں قانونی کاروائی کی جائے گی۔

شکریہ

ادارہ:نیوایرا میگزین

یہ وجدان تھا جو اسے ایک بار پھر پرامید کر گیا تھا۔ اسے جماعت میں آئے دوسرا دن تھا۔ یہاں اپنے گھر سے دور انجان لوگوں کے ساتھ مسجد میں اللہ پاک کے لیے وقت گزارنا اسے بہت اچھا لگ رہا تھا۔ جب وہ گھر سے نکلے تھے اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ اسے اس نیک کام کے لیے قبول کر لیا گیا ہے۔ جب تک وہ قریبی گاؤں کی مسجد تک نہیں پہنچ گئے وہ خود کو یقین دلاتا رہا تھا کہ اسے بھی اس مالک دوجہاں نے ستر بار محبت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ اب وہ وجدان کی کہی ایک ایک بات کو حقیقت میں بدلتے دیکھ رہا تھا۔ واقعی یہاں وہ سکون تھا جس کی تلاش اس نے ہر اس جگہ کی تھی جہاں وہ کر سکتا تھا۔ وہ جو کبھی فجر میں بھی نہیں جاگا تھا آج کل تہجد کی نماز ادا کر رہا تھا۔ اپنے چاروں ساتھیوں کے ساتھ بیٹھ کر احادیث سنتے اور قرآنی آیات سیکھتے ہوئے اسے محسوس ہوتا جیسے اب وہ اپنی زندگی کے اصل معنٰوں سے آگاہ ہوا ہے۔ پچھلا سارا وقت تو بیکار گزرا تھا۔ جب بھی اسے یہ خیال آتا وہ سجدہ شکر میں جھک جاتا کہ دیر سے سہی وہ راہ راست پر لوٹ آیا تھا۔ زندگی رہتے اسے اپنا اصل یاد آ گیا تھا ورنہ دنیا نے تو اسے ایسا الجھایا تھا کہ وہ اپنے اس دنیا میں بھیجے جانے کی وجہ بھول ہی گیا تھا۔

"عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں: من اذی مسلما فقد اذانی و من اذانی فقد اذی اللہ

ترجمہ: جس نے مسلمان کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ تعالی کو تکلیف دی۔"

(معجم الاوسط، باب السین، ۲/۳۸۶، من اسمہ: سعید الحدیث ۳۶۰۷)

قرآن پاک کے حلقے کے بعد اب کتابی تعلیم کا وقت تھا۔ جیسے ہی پہلی حدیث اس کی سماعتوں سے ٹکرائی وہ اس بری طرح چونکا گویا اس نے بجلی کے ننگے تاروں کو چھو لیا ہو۔ کوئی بھی اس کی طرف متوجہ نہیں تھا ورنہ اس کی غیر ہوتی حالت انہیں ضرور تشویش میں مبتلا کر دیتی۔ کتاب پڑھنے والے ساتھی نے ایک دفعہ پھر وہ حدیث دہرائی تھی۔ وہ کسی مجسمے کی طرح اپنی جگہ ساکت بیٹھا تھا۔ اس کے دماغ میں ایک دفعہ پھر جھکڑ چلنے لگے تھے۔ اس کی حالت خراب ہو رہی تھی اور وہ خود کو سنبھال نہیں پا رہا تھا۔ وہی بات جو وہ بار بار دہراتا تھا آج بہت واضح الفاظ اور حدیث کی شکل میں اس کے سامنے آگئی تھی۔ یعنی اس نے نا صرف عائزہ اور اس کی ماں کو تکلیف پہنچائی تھی بلکہ اللہ رب العزت اور آپ ؐ کی تکلیف کا بھی باعث بنا تھا۔

"سنیں" اسے معلوم تھا اسے ابھی نہیں بولنا چاہیے مگر اس سے پہلے کہ وہ اندھیرے میں ڈوبتا چلا جاتا وہ خود کو سنبھال لینا چاہتا تھا۔ اس کی پکار پر سب ہی اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اس کی دودھیا رنگت زرد ہو رہی تھی۔

"طبیعت تو ٹھیک ہے آپ کی؟" امیر صاحب نے اس کی حالت دیکھ کر فکر مندانہ لہجے میں پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔ میں بس۔۔ یہ جاننا چاہتا ہوں کہ۔۔۔۔" وہ جو بمشکل الفاظ ادا کر رہا تھا ایک لمحے کو رک گیا۔

New Era Magazine

"اگر میں نے یہاں سب کے سامنے یہ بات پوچھی تو سب جان جائیں گے کہ میں نے کسی کا دل دکھایا ہے" اس کے ذہن میں ایک نئی سوچ بیدار ہوئی تھی مگر فائز اس سوچ کی بناء پر خاموش نہیں رہ سکتا تھا۔

"میں جاننا چاہتا ہوں کہ۔۔۔۔۔اگر کسی نے کسی بندے کا دل دکھایا ہو تو اسے کیا کرنا چاہیے؟" بالآخر اس نے پوچھ ہی لیا۔امیر صاحب جو اس کے قریب ہی بیٹھے تھے نرمی سے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر مسکرائے۔

"معافی اور توبہ۔اس شخص سے معافی مانگ لیں جس کا آپ نے دل دکھایا ہو اور اللہ رب العزت کے سامنے توبہ کر لیں کہ آئندہ آپ یہ گناہ نہیں کریں گے" فائز کو ان کے نرم لہجے پر وجدان کے لہجے کا گمان ہوا تھا۔

"اگر اس شخص سے معافی مانگنا ممکن نا ہو؟" اس نے ایک اور سوال کیا۔یہی تو اس کی سب سے بڑی پریشانی تھی۔

"تو اللہ سے دعا کریں کہ آپ کی معافی کا کوئی در وا کر دے۔اس کے لیے سب کچھ ممکن ہے" ان کے انداز اور الفاظ نے اسے کسی قدر راحت پہنچائی تھی۔وہ جو وجدان کی پر اثر شخصیت پر حیران ہوتا تھا کہ اس جیسا کوئی کیسے ہو سکتا ہے یہاں آ کر اس نے جانا تھا کہ وجدان جیسے تو یہاں ہر سمت ہی تھے۔بس وہ قسمت والوں کو ملتے ہیں یا یوں کہیں کہ قسمت والے ہی اس کی قدر کر پاتے ہیں۔یہ بھی تو سچ ہے کہ ہدایت اسے ہی ملتی ہے جس میں طلب ہو اور جسے اللہ رب العزت ہدایت دینا چاہیں۔

"جزاک اللہ" یہ دعا اس کے دل سے نکلی تھی جو اس کی زبان تک آگئی تھی۔امیر صاحب مسکرائے اور تعلیم جاری رکھنے کو کہا۔وہ پوری دل جمعی کے ساتھ آگے پڑھی جانے والی احادیث سنتا رہا۔وہ سب اس کی امید میں مزید اضافہ کر رہی تھیں۔امید کی وہ ننھی کرن جو وجدان نے اسے تھمائی تھی اس کی روشنی اب بڑھتی ہی جا رہی تھی۔واقعی۔ناممکن لفظ تو انسانوں نے لیے ہے۔اللہ رب العزت تو ہر چیز پر قادر ہے۔ساری دنیا کو بنانے والا کچھ بھی کر سکتا ہے۔ہاں! کچھ بھی!

******

اس نے سکون تو ڈھونڈ لیا تھا مگر اس کی بیماری میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔ڈاکٹرز مسلسل سرجری کا مشورہ دے رہے تھے۔وجدان کا کہنا تھا کہ اسے اپنا مکمل علاج کروانا چاہیے۔وہ ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا۔نہ جانے کیوں وہ جب بھی سرجری کا سوچتا ایک عجیب سا خوف اسے اپنی لپیٹ میں لے لیتا تھا۔آج اسے بزنس کے سلسلے میں پاکستان جانا تھا۔اس کے پچھلے جو دن جماعت میں گزرے تھے ان تمام دنوں میں وہ معافی اور سکون مانگتا رہا تھا۔اب وہ پاکستان ایک بار پھر ہاتھوں میں امید کی ڈور تھام کر جا رہا تھا۔پچھلی بار وہ اکیلا تھا۔اس بار اسے یقین تھا کہ اس کے ساتھ اس کا رب ہے۔وجدان نے کہا تھا کہ جو کام کوئی نہ کر سکے وہ کام دعا کر دیتی ہے۔پاکستان پہنچ کر اس نے ایک بار پھر عائزہ کی ماں کو ڈھونڈنے کی کوششیں جاری کر دی تھیں مگر اس بار بھی اس کے ہاتھ سوائے مایوسی کے کچھ نہیں آیا تھا۔دھیرے دھیرے اس کے ہاتھوں سے امید کی ڈور پھسلتی جا رہی تھی۔تین دن گزر چکے تھے اور اس کی تمام

کوششیں ناکام رہی تھیں۔ مغرب کا وقت تھا جب اس کے قدم مسجد کی سمت بڑھ رہے تھے۔ نماز کے بعد اس کے ہاتھ دعا کے لیے اٹھ گئے۔

"یااللہ! تو بڑا رحیم بڑا کریم ہے۔ تیری رحمت بے انتہا ہے۔ تیرا ہم بندوں پر احسان و کرم بھی بہت زیادہ ہے۔ تو ہمیں نوازتا جاتا ہے اور ہماری خواہشیں بڑھتی جاتی ہیں۔ ان بڑھتی خواہشوں کی بدولت ہم تیرا شکر کرنا بھول جاتے ہیں۔ ہمیشہ شکوہ ہی کرتے ہیں اور بعض اوقات تو تیری نعمتوں کو زحمت سمجھ لیتے ہیں۔ پھر اپنے ہاتھوں اپنی دنیا اجاڑ کر تقدیر کو قصوروار ٹھہراتے ہیں۔ اے دونوں جہانوں کے بادشاہ! میں اپنے گناہ پر شرمندہ ہوں۔ تیری معافی کا طلبگار ہوں۔ مجھے معاف کر دے میرے اللہ! تو تو اپنے بندوں کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ میرا اخلوص جانتا ہے۔ میری ندامت بھی تجھے نظر آتی ہے۔ یااللہ! میں جانتا ہوں کہ تو اپنے بندوں کا دل دکھانے والے کو معاف نہیں کرتا۔ یارب! کوئی ایسا در وا کر دے جو میری معافی کا ذریعہ بن جائے۔ میں تیری رحمت کے وسیلے سے تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ مجھے خالی ہاتھ نالوٹانا میرے مالک! میں ٹوٹا ہوا بندہ ہوں۔ مجھے سمیٹ لے۔ میں معافی چاہتا ہوں اے رب کریم! مجھے معاف کر دے" دعا مانگتے مانگتے کب اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے اسے معلوم نہ ہوا۔ کافی دیر تک دعا کرنے کے بعد اس نے خود کو کافی ہلکا پھلکا اور پر سکون محسوس کیا تھا۔ سنا ہے جب دعا کے بعد بندہ خود کو پر سکون محسوس کرتا ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ دعا قبول ہو گئی ہے۔ اسے نہیں معلوم تھا یہ بات حقیقت ہے یا نہیں مگر وہ ایک بار پھر پر امید ہو چلا تھا۔ جانے کیوں اسے بار بار لگ رہا تھا کہ اس دفعہ وہ خالی ہاتھ لندن نہیں جائے گا۔

وہ مسجد سے نکل کر پارکنگ میں موجود اپنی گاڑی کی سمت بڑھا۔ڈرائیو کرتے ہوئے بھی مسلسل اس کا ذہن طرح طرح کی سوچوں میں الجھا ہوا تھا۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ عائزہ کی ماں کو کہاں ڈھونڈے۔پچھلے دنوں اس نے اظفر کے گھر والوں کے بارے میں پتا کروایا تھا اور پھر ان کے گاؤں بھی گیا تھا مگر بے سود! وہ وہاں ہوتیں تو ملتیں۔اسے سمجھ نہیں آتا تھا کہ آخر وہ گئیں تو کہاں؟

"کہیں وہ بھی عائزہ کی طرح........"اکثر ذہن میں یہی خیال آتا تھا جسے وہ فوراً جھٹک دیتا تھا مگر آج وہ اس خیال کو جھٹک نہیں پا رہا تھا۔وہ سوچوں کی گہری کھائی میں ڈوبا ہوا تھا۔اس کے سامنے سڑک پار کرتی لڑکی نے ہاتھ ہلا کر اسے روکنا چاہا۔اس نے فوراً سے پیشتر بریک لگائے تھے مگر گاڑی کی اسپیڈ زیادہ ہونے کی وجہ سے لڑکی کو ہلکی سی ٹکر لگ چکی تھی۔گاڑی اچانک سے جھٹکا کھا کر رکی تھی۔عین ممکن تھا کہ اس کا سر ڈیش بورڈ سے ٹکرا جاتا لیکن بچت ہو گئی۔وہ فوراً گاڑی سے باہر آیا۔

"تم ٹھیک ہو نا؟"اس نے گندے حلیے والی لڑکی سے پوچھا۔شاید وہ کوئی بھکارن تھی۔ٹکر لگنے کی وجہ سے وہ اپنا توازن قائم نہ رکھ سکی تھی وہ سڑک پر بیٹھ گئی تھی۔اس سڑک پر عموماً رش نہ ہونے کے برابر ہوتا تھا۔اس وقت بھی ان دونوں کے علاوہ وہاں کوئی نہیں تھا۔وقفے وقفے سے اکا دکا گاڑیاں گزر رہی تھیں۔

"مم.....میرا پاؤں!"وہ بمشکل گویا ہوئی۔اس کے چہرے پر تکلیف سے زیادہ خوف نظر آرہا تھا۔

"کیا ہوا ہے؟ کیا موچ آگئی ہے؟" وہ نا چاہتے ہوئے بھی اس کے قریب سڑک پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔

"پتا نہیں" اس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبالب بھرتی جا رہی تھیں۔ ایک پل کو فائز حیران رہ گیا تھا۔

"کیا کسی بھکارن کی آنکھیں اس قدر خوبصورت ہو سکتی ہیں؟" اس کے ذہن میں خیال ابھرا جسے اس نے فوراً جھٹک دیا۔

"آؤ میں تمہیں ہسپتال لے چلتا ہوں۔ یہاں قریب ہی ہے" اس کی آفر پر وہ انکار کرنا چاہتی تھی مگر فائز کے علاوہ کوئی نہیں تھا جو اس کی مدد کرتا۔ فائز نے اسے سہارہ دے کر کھڑا کیا۔ کھڑے ہوتے ہی اس کے پاؤں کی تکلیف شدت پکڑ گئی تھی مگر وہ خاموش رہی۔ گاڑی میں بیٹھ کر اس نے بے اختیار ایک گہرا سانس فضا کے سپرد کیا۔

"نام کیا ہے تمہارا؟" اس نے یونہی برائے بات پوچھا تھا۔ فائز کے سوال پر وہ چند لمحے خاموش رہی پھر دھیرے سے گویا ہوئی۔

"زویا!"

"ہمم!" زویا کے جواب پر وہ ہنکارا بھر کر رہ گیا۔ چند لمحوں بعد دوبارہ گویا ہوا۔

"یہاں کیا کر رہی تھی؟" اس کے دوبارہ سوال کرنے پر زویا نے گردن موڑ کر اس وجیہہ شخص کو دیکھا۔ آنکھوں پر سیاہ فریم والے گلاسز چڑھائے وہ خاصی اسپیڈ میں ڈرائو کر رہا تھا۔ شاید اس سے جلد چھٹکارا چاہتا تھا۔

"اماں کی طبیعت خراب ہے۔ دوائیاں لینی تھیں مگر پیسے نہیں تھے۔اس وقت زیادہ دور نہیں جاسکتی تھی "اس نے تفصیل سے فائز کو آگاہ کیا۔

"کیا ہوا ہے اماں کو؟" وہ نہ جانے کیوں سوالات کیے جارہا تھا۔

"پتا نہیں! اصل میں وہ ہماری اماں نہیں ہیں۔ ہمارے اماں ابا تو ایک سال پہلے ہمیں چھوڑ گئے۔ یہ اماں مجھے چند دنوں پہلے ایک سڑک پر پڑی ملی تھیں۔ مجھے ان پر ترس آگیا تو میں انہیں ساتھ لے آئی۔تب سے ہی ان کی طبیعت ایسی ہے۔ کبھی روتی ہیں کبھک ہنستی ہیں۔ کچھ سمجھ نہیں آتا "اس کے جواب نے فائز کے سکستھ سینس کو چونکا دیا تھا۔اس کا دل بری طرح دھڑکنے لگا تھا۔ایک ہی خیال تھا جس نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ ہسپتال پہنچ کر اس نے زویا کی پٹی کروائی۔ پٹی کروانے کے بعد وہ جب دوبارہ اسے لیے گاڑی کی سمت بڑھا تو وہ بول پڑی۔

"اب میں چلی جاؤں گی "اس کی بات پر وہ حیران ہوا۔ عموماً ایسا نہیں ہوتا تھا۔عام طور سے لوگ امیر لوگوں سے مدد لینا فرض سمجھتے تھے۔ پھر یہ تو تھی ہی بھکاری۔

"میں تمہیں گھر تک ڈراپ کر دیتا ہوں۔ ویسے بھی ہم زیادہ دور نہیں ہیں اور مجھے ادھر ہی جانا ہے "اس نے جھوٹ بولا تھا۔کچھ بھی تھا اسے زویا کی اماں سے ملنا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کی مرضی "اس کے انداز میں کچھ ایسا تھا کہ وہ سر ہلا کر رہ گئی۔ گاڑی ایک جھٹکے سے دوبارہ چل پڑی تھی۔ وہ راستے کے بارے میں بتا کر خاموش ہوگئی۔ فائز نے

بھی پھر کوئی بات نہیں کی تھی۔ جیسے جیسے وہ منزل کے قریب ہوتے جا رہے تھے اس کی دھڑکنوں میں مزید تیزی آتی جا رہی تھی۔

"یااللہ! وہ عائزہ کی اماں ہی ہوں "اس کا دل ایک ہی جملے کی گردان کیے جا رہا تھا۔ کچھ لمحوں بعد وہ دوبارہ اسی جگہ پہنچ گئے جہاں زویا اسے ملی تھی۔ یہاں سے اسے دائیں جانب موجود پکی مگر پتلی سڑک پر مڑنا تھا۔ درختوں اور جھاڑیوں سے گھری یہ سڑک کافی سنسان تھی۔ اسے وہاں دور دور تک کوئی آبادی یا گھر نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ کچھ دور ہی چلے تھے کہ زویا نے اسے رک جانے کو کہا۔ اس نے اگنیشن سے چابی نکالتے ہوئے اطراف کا جائزہ لیا۔

"تمہارا گھر تو کہیں نظر نہیں آ رہا؟" اس کے استفسار پر زویا کے ہونٹوں پر ایک تلخ مسکراہٹ آ ٹھہری۔

"آپ کو کیا لگتا ہے؟ میرا گھر آپ کے بنگلے یا حویلی جیسا ہوگا؟" وہ اس قدر تلخ جواب کی امید نہیں رکھتا تھا۔ جب کوئی جواب نہ بن پڑا تو وہ خاموش ہو گیا۔

"ویسے آپ کا بہت شکریہ" وہ اس دفعہ نارمل لہجے میں گویا ہوئی۔ فائز نے مسکراہٹ پر اکتفا کیا تھا۔ وہ چند پل خاموش کھڑی رہی پھر ایک سمت قدم بڑھا دیے۔ فائز نے بھی اس کی پیروی کی تھی۔ اس طرف جھاڑیاں قدرے کم تھیں۔ چند لمحوں بعد زویا کو اس کی موجودگی کا احساس ہوا تو اس کے قدم تھم گئے۔

"آپ؟ آپ گئے نہیں؟" وہ پیچھے مڑ کر اچنبھے سے گویا ہوئی۔

"نہیں" اس نے یک لفظی جواب دیا تھا۔

"کیوں؟"وہ حیران تھی۔وہ اس قدر امیر شخص اس پر اتنا مہربان کیوں ہو رہا تھا؟

"اصل میں....."وہ جو اصل وجہ نہیں بتانا چاہ رہا تھا اسے لگا کہ اب وجہ بتانا ناگزیر ہو گیا ہے۔

"میں آپ کی اماں سے ملنا چاہتا ہوں"اس کا انداز دھیما تھا۔اب کہ زویا کی آنکھوں میں موجود حیرانی کے تاثر میں کچھ اور اضافہ ہوا تھا۔

"کیوں؟"اس الجھن صاف ظاہر تھی۔

"وہ میری جاننے والی ہو سکتی ہیں"اس کے جواب نے اسے مزید حیران کیا تھا مگر اس دفعہ وہ خاموش رہی تھی۔بات حیرانی کی تھی مگر ایسا ممکن تھا۔اس کے ساتھ بھی تو ایسا ہوا تھا۔وہ کب سوچ سکتی تھی کہ یوں سڑک پر زندگی گزارے گی۔

"اچھا۔آجائیں"اس نے دوبارہ آگے کی سمت قدم بڑھا دیے۔کچھ ہی فاصلہ طے ہوا تھا کہ اسے درختوں کے جھنڈ میں موجود جھگی نظر آگئی۔اس کے دھڑکنیں منتشر ہوئی جا رہی تھیں۔ وہ جیسے جیسے جھگی کے قریب ہوتا جا رہا تھا ویسے ویسے ایک خوف اس کو اپنی لپیٹ میں لیتا جا رہا تھا۔

"اگر وہ عائزہ کی اماں نا ہوئیں؟اگر میری امید اس بار بھی ٹوٹ گئی؟اور اگر وہ عائزہ کی اماں ہوئیں تو مجھے دیکھ کر ان کا کیا ری ایکشن ہو گا؟"

وہ جھگی کے قریب پہنچ چکے تھے۔زویا کب کی اندر جا چکی تھی مگر وہ باہر ہی کھڑا اپنے خیالات میں الجھا ہوا تھا۔

"اندر آجائیں" زویا کی آواز نے لاتعداد سوچوں کے سمندر میں ڈوبتے ابھرتے فائز کو کنارے پر کھینچا۔

"اوہ! ہاں میں آرہا ہوں" اس نے اثبات میں سر ہلایا اور اندر داخل ہو گیا۔ اندر داخل ہو کر اس نے اماں کی تلاش میں نظریں دوڑائیں۔

"تمہاری اماں کہیں نظر نہیں آرہیں" اس نے پریشان کھڑی زویا کو مخاطب کیا۔

"میں بھی یہی دیکھ رہی۔ نہ حماد یہاں ہے اور نہ اماں۔ میں باہر دیکھ کر آتی ہوں" وہ پریشانی سے باہر بھاگی۔ اس کے سینے سے ایک گہرا سانس خارج ہوا۔

"نہ جانے اور کتنا وقت لگے گا" خود کلامی کرتے ہوئے اس نے جھگی کا جائزہ لیا۔ یہ عام جھگیوں کی طرح ہی کی جھگی تھی مگر ان جیسی گندگی کہیں نظر نہیں آرہی تھی۔ وہ حیران تھا۔ یوں تو اسے پہلے کبھی کسی جھگی میں جانے کا اتفاق نہیں ہوا تھا مگر جو جھگیاں اس نے دور سے دیکھی تھیں ان کی بدبو ہی ان کے آس پاس کے ماحول کو اپنے ہونے کا پتا دیتی تھی۔ یہ خوبصورت گہری کالی آنکھوں والی بھکارن دوسروں سے الگ کیوں تھی؟ وہ سوچوں میں ڈوبا تھا کہ باہر سے آنے والی آوازوں نے اسے چونکا دیا۔

"حماد! کہاں چلے گئے تھے تم اماں کو لے کر؟" شاید زویا انہیں ڈھونڈ لائی تھی۔

"آپی! چھوڑیں۔ اماں ہی کی ضد تھی یہ۔ دیکھیں نہ اماں کتنی خوش ہیں۔ ان کی طبیعت بھی اب ٹھیک ہے۔ لیکن آپ کہاں چلی گئی تھیں؟ اتنی دیر میں واپس آئی ہیں" یہ غالباً حماد کی آواز تھی۔ اس نے باہر کی سمت قدم بڑھائے ہی تھے کہ کوئی اندر داخل ہوا۔ اس عورت پر نظر

New Era Magazine

پڑتے ہی جیسے زمین و آسماں کی گردش رک گئی تھی۔ وہ ساکت سا انہیں دیکھے جا رہا تھا۔ وہ وہی تھیں۔ سو فیصد وہی۔ اس کے قدم زمین نے جکڑ لیے تھے۔ دل کی دھڑکنیں جو اب تک بے ہنگم انداز میں دھڑک رہی تھیں ایک دم سے رک گئی تھیں جیسے اسنو کوئین نے انہیں اپنے جادو سے جما دیا ہو۔

"فائز!" خالدہ بیگم کے لب تھرتھرائے تھے۔ وہ اسے پہچان گئی تھیں۔ اس پاگل عورت نے بھلا کس طرح اسے پہچانا ہو گا؟

اپنے نام کی پکار نے اس کے برف کی طرح جمے دل اور بے جان پتلے کی طرح ساکت جسم میں جان ڈالی تھی۔ اس کی پلکوں میں جنبش ہوئی تھی اور کب سے پلکوں پر ٹکا آنسو لڑھک کر اس کے گال پر بہنے لگا۔ خالدہ بیگم تیزی سے اس کے قریب آئیں۔ اس کا دل ایک بار پھر شور کرنے لگا تھا۔ اسی پرانے خوف نے اسے دوبارہ اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ اگلے ہی لمحے اس کی امید کے برعکس اماں نے اسے گلے لگا لیا۔ وہ بری طرح حیران ہوا۔

"اماں یہ کیا......؟" وہ کچھ کہنے لگا تھا کہ ایک خیال اس کے ذہن میں بجلی کی طرح کوندا۔

"کہیں یہ سب میرا وہم تو نہیں؟ میری بیماری........" اس نے زور زور سے اپنی آنکھیں رگڑیں مگر منظر تبدیل نہیں ہوا تھا۔

"دیکھو عائزہ! میں کہتی تھی نہ کہ فائز آئے گا" وہ اس سے الگ ہو کر عائزہ سے کہہ رہی تھیں۔

وہ ششدر رہی تو رہ گیا۔ اس نے نظر اٹھا کر زویا کو دیکھا مگر......وہاں تو واقعی عائزہ کھڑی تھی۔

بالکل صحیح سلامت۔اماں کی بات پر اس نے مسکرا کر فائز کی سمت قدم بڑھائے۔وہ بے اختیار پیچھے ہٹا تھا۔

"تت......تم! تم یہاں کیسے؟ تم تو......"اک خوف نے اس کے پورے چہرے کا احاطہ کر رکھا تھا۔اس کا خوبصورت چہرہ خوف کی شدت سے پسینہ پسینہ ہو چکا تھا۔عائزہ اس کی سمت بڑھ رہی تھی اور وہ پیچھے ہٹتا جا رہا تھا۔اسی لمحے اس کا پاؤں کسی شئے سے ٹکرایا تھا۔ایک لمحے کو اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور جب اس نے دوبارہ عائزہ کی سمت نظریں موڑیں تو منظر بدل چکا تھا۔وہاں عائزہ نہیں تھی۔مگر اماں وہ ابھی تک اسے پکار رہی تھیں۔

"عائزہ! میں کہتی تھی نہ کہ فائز آئے گا"وہ وحشت زدہ سا انہیں دیکھ رہا تھا۔

"ہاں اماں! آپ یہاں بیٹھیں۔فائز صاحب کو بھی بٹھائیں"وہ حیران نہیں تھی۔جب سے وہ اماں کو جھگی میں لائی تھی تب سے وہ اسے عائزہ ہی سمجھ رہی تھیں۔اس کے لاکھ سمجھانے کے باوجود وہ اسے عائزہ ہی سمجھتی تھیں اور آج.......!

"اماں! کیا حال بنالیا ہے آپ نے؟"فائز اب قدرے سنبھل چکا تھا۔اس نے اماں کو چارپائی پر بٹھاتے ہوئے سوال کیا۔ان کا حلیہ واقعی بہت خراب ہو رہا تھا۔الجھے بال،میلے کپڑے!

"تو چلا گیا تھا نا میری عائزہ کو چھوڑ کے؟ تیری راہ تکتے میری آنکھیں تھک گئیں۔بڑی دیر لگائی بیٹا واپس لوٹنے میں"اس کے اندر درد کی شدید لہر اٹھی تھی۔

"ہاں اماں! میں نے واقعی بہت دیر کر دی۔ مگر آپ اپنا گھر چھوڑ کر یہاں کیوں آ گئی ہیں؟ واپس چلیں" اس کے سوال پر اماں نے قریب کھڑی زویا کا ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب بٹھایا اور اس کی سمت اشارہ کرتے ہوئے گویا ہوئیں۔

"میری عائزہ یہاں تھی تو میں وہاں کیسے رہ سکتی تھی؟ بیٹی کے ہوتے ہوئے میں اکیلی تو نہیں رہ سکتی نہ؟" ان کی حالت اس کی تکلیف کو مزید سوا کیے دے رہی تھی۔ احساس ندامت تھا کہ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ اس کی نفرت نے دو زندگیاں مکمل طور پر برباد کر دی تھیں اور آباد تو وہ بھی نہیں ہوا تھا۔ اس کا دل بھی تو خالی ہو چکا تھا۔

"چلیں اماں! واپس چلیں" وہ مزید برداشت نہیں کر سکتا تھا اس لیے فوراً اُٹھ کھڑا ہوا۔ حماد اور زویا خاموش تماشائی بنے ان دونوں کو دیکھے جا رہے تھے۔ دونوں کے ذہن میں ایک ہی سوال تھا کہ اتنے امیر آدمی سے تعلق رکھنے والی عورت اس طرح کیسے جی سکتی ہے؟ مگر شاید زیادتی صرف ان کے ساتھ نہیں ہوئی تھی۔ شاید سب ہی اپنی اپنی زندگی میں کسی نہ کسی آزمائش میں مبتلا ہوتے ہیں۔

"ہاں چلو بیٹا! چلو عائزہ!" وہ خوشی خوشی اٹھ کھڑی ہوئیں مگر اس کا سکون غارت ہو چکا تھا۔

"کیا؟" اس نے چونک کر انہیں دیکھا۔

"میں؟ میں چلوں؟" زویا بھی گھبرا گئی تھی۔ ان میں سے کسی کو اس بات کی امید نہیں تھی۔

"ہاں میری جان! مصیبت کا وقت کٹ چکا ہے۔ اپنے گھر واپس لوٹ چلتے ہیں" ان کی باتیں اس کا دماغ گھمائے جا رہی تھیں۔

"اماں وہ کیسے چل سکتی ہے؟اس کا گھر یہ ہے۔میں آپ کو لینے آیا ہوں۔آپ چلیں میرے ساتھ۔بس!"وہ جھنجھلا گیا تھا۔اس کی آزمائش کم ہو کر نہیں دے رہی تھی۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟کیا تم اب بھی اس سے ناراض ہو؟"

"نہیں..میں......"جب اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو خاموش ہو گیا۔وہ سوچ رہا تھا کہ اسے پہچاننے کے بعد عدالت سجے گی۔حساب کتاب ہو گا اور اسے سزا سنا دی جائے گی۔یہ سب اس کی سوچ کے بالکل برعکس تھا۔

"ناراض نہیں ہو تو منع کیوں کر رہے ہو؟"وہ سوال پہ سوال کیے جا رہی تھیں۔

"اماں میں کس طرح جا سکتی ہوں۔آپ جائیں پلیز"زویا نے ان کا ہاتھ تھام کر التجاء کی۔حماد نے بھی اس کی تائید میں سر ہلایا۔

"اگر عائزہ نہیں جائے گی تو میں بھی نہیں جاؤں گی"وہ ضد پر اتر آئی تھیں۔اس نے بے بسی سے ان کا چہرہ دیکھا۔اگر کوئی اور وقت ہوتا تو وہ کب کا سب کچھ چھوڑ کر جا چکا ہوتا۔وقت بھی انسان کو کس طرح شکنجے میں جکڑتا ہے کہ وہ،وہ بھی کرنے لگتا ہے جو اس نے عام حالات میں کرنا کا سوچا بھی نہیں ہوتا۔وہ کچھ لمحے خاموشی سے انہیں دیکھتا رہا۔فیصلہ ایک ہی تھا۔انہوں نے اسے آپشن دیے ہی نہیں تھے۔

"ٹھیک ہے"سپاٹ چہرے کے ساتھ اس نے حامی بھری تھی اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا۔زویا نے حیرت سے اس کی چوڑی پشت کو گھورا تھا۔

New Era Magazine

****

(جاری ہے)

نوٹ

اگر اور جیتے رہتے کے بعد اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔ نظرِ ثانی کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ کسی قسم کی غلطی نہ ہوا گر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی نشاندہی ضرور کریں تاکہ ہم اس کو بہتر کر سکیں۔

تعاون کا طلبگار

ادارہ (نیو ایرا میگزین)

New Era Magazine